نعت خوانی کے آداب واَحکام اور دَورِ حاضر کی خُرافات

الحمد لله ربّ العالمين، والصلاة والسلام على سيّد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين. أمّا بعد! فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم.

عزیزانِ محترم! عاشقانِ رسول نے ہر دور میں اپنے کریم آقا ﷺ کی مدحت کے لیے مختلف انداز اپنائے، کسی نے نظم کا انتخاب کیا، تو کسی نے نثر کا سہارا لیا، انداز چاہے کوئی بھی ہو، مطلوب ومقصود نبئ کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف ہے، جو شریعتِ مطہَّرہ کی قائم کردہ حدود میں رہتے ہوئے جتنی بھی کی جائے کم ہے۔

برادرانِ اسلام! حضور نبئ کریم ﷺ کی مدحت، تعریف وتوصیف، شمائل وخصائص کے نظمی اندازِ بیاں کو، نعت یا نعت خوانی یا نعت گوئی کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں نعت کے لیے لفظ: مدح وثناء اور اِنشاد بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں، اور ان کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے، یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے، اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

کتبِ احادیث اور تاریخ اسلام کے اَوراق اس بات پر شاہد ہیں، کہ جب جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رحمتِ عالمیان ﷺ کی مدح وثناء کرتے اور نعتیہ اشعار پڑھتے، حضور سیّدِ عالَم ﷺ نہ صرف ان سے خوش ہوتے، بلکہ انہیں

دعاؤں سے بھی نوازتے۔ تو معلوم ہوا کہ اب بھی اگر کہیں نعت خوانی ہوگی، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے خوش ہوں گے۔ چونکہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی و رضا شرعًا مطلوب ہے، لہذا نعت خوانی حکم شریعت کے عین مطابق ہے۔

میرے بھائیو! بحیثیت مسلمان ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے، کہ حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ تعریف ومدح جو قرآن وحدیث اور مستند کتبِ سیر میں منقول ہے، وہ خود بھی پڑھیں اور حسبِ مناسبت دوسروں تک بھی اچھے طریقہ سے پہنچائیں۔ لیکن اس ذمہ داری کو بجالانے سے قبل اس کے متعلقہ آداب سے آگاہی، اور انہیں ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے۔ جو بھی شخص نبیٔ کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے لیے قلم اٹھائے، یا اپنے لبوں کو جنبش دے، اس پر لازم ہے کہ محبوبِ خدا عزوجل کے مقام ومرتبہ کو پیش نظر رکھے، اور ہرگز ایسا کوئی لفظ یا شعر نہ کہے، جس سے اللہ کے محبوب کی توہین یا تنقیص کا کوئی ادنیٰ سا بھی پہلو نکلتا ہو! یا اس کا کوئی شائبہ بھی ہو!۔

اپنے کلام یا اَشعار میں ان کی عظمت کو خوب بیان کرے، حتَی الاِمکان اسم شریف کے ساتھ ندا کرنے کے بجائے، حضور کے شایانِ شان اَلقابات کا استعمال کرے۔ نعت کہتے یا سنتے ہوئے ہمہ تن گوش ہو کر، مؤدّبانہ طریقے سے سماعت کرے، اور تصوّر ہی تصوّر میں خود کو دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر جانے، اور اللہ جلّ جلالہ کے اس فرمان کو پیش نظر رکھے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ

تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی مت کرو! اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو! جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو؛ کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں! اور تمہیں خبر تک نہ ہو!"۔

صدر الاَفاضل حضرت مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ "اس آیتِ کریمہ میں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اِجلال واِکرام اور ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے، اور حکم دیا گیا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں! جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں، اس طرح نہ پکاریں! بلکہ کلماتِ ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم، اور اَلقاباتِ عظمت کے ساتھ جو عرض کرنا ہو عرض کرو!؛ کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے"[2]۔ لہٰذا نعت شریف بھی ان اَحکام کے پیشِ نظر انتہائی ادب واحترام کے ساتھ لکھی اور پڑھی جانی چاہیے!!۔

نعت نبی کی تاریخ

عزیز دوستو! اگر نعتیہ تاریخ پر نظر ڈالی جائے، تو پتہ چلتا ہے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں سے حضرت سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ وہ صحابی ہیں جو نعت گو

---

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۲.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲٦، الحجرات، زیرِ آیت: ۲، ص۹۲۷۔

شاعر بھی ہیں، اسی بنا پر انہیں شاعرِ دربارِ رسالت ﷺ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں یہ اَشعار تو بہت مشہور و معروف اور عشق و مستی سے لبریز ہیں: ع

وأحْسنُ منكَ لم ترَ قطُّ عَيني   وأجمَلُ منكَ لم تَلِدِ النِّساءُ

خُلقتَ مُبَرّأً من كلِّ عيب   كأنّك قد خُلقتَ كما تشاءُ[1]

"(یارسول اللہ!) آپ سے زیادہ حَسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے، گویا کہ جیسا آپ چاہتے تھے ویسے ہی پیدا کیے گئے ہیں"

چنانچہ جب مشرکین نے رسولِ کریم ﷺ کی شان میں نازیبا اَشعار کہے، تب حضرت سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبئ کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَا حَسَّانُ! أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ! اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ!»[2]

"اے حسّان! اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جواب دو! اے اللہ روح القدس (جبریلِ امین علیہ السلام) کے ذریعے حسّان کی مدد فرما!"۔

---

(۱) "ديوان حسّان بن ثابت" قافية الألف، خُلقتَ كما تشاء، صـ۲۱.

(۲) "صحيح البخاري" باب الشعر في المسجد، ر: ٤٥٣، صـ٧٨.

علمائے نعت گو شعراء

جانِ برادر! دَورِ صحابہ سے لے کر آج تک، جہاں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے حضورِ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعتوں کی روایت کو فروغ دیا، وہیں علماء و اولیاء اللہ نے بھی اسلام کی ترویج و اِشاعت کے ساتھ ساتھ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سچی محبت کو ایمان کی تکمیل کے لیے ناگزیر قرار دیا، نیز عشقِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حصول اور اس میں مزید اضافہ کے لیے نعت خوانی کو بہتر ذریعہ سمجھا۔ تمام تر سلاسلِ تصوّف میں محافلِ نعت کو خصوصی مقام حاصل ہے، لہذا یہاں ایسی ہی چند برگزیدہ ہستیوں کے نام درج کیے جاتے ہیں، جنہوں نے نا صرف نعت خوانی کو فروغ دیا، بلکہ خود بھی نعت گوئی کی:

(۱) امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۲) شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۳) امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۴) خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۵) مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۶) مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۷) شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۸) بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۹) سلطان باہُو رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۰) بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۱) خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۲) امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۳) مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۴) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۵) پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۶) ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۷) استاذِ زمن حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۸) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۱۹) مفتیٔ اعظم ہند مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
(۲۰) تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

(۲۱) سیّد ریاض الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی
(۲۲) علّامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ تعالی
(۲۳) مظفر وارثی رحمۃ اللہ تعالی
(۲۴) ادیب رائے پوری رحمۃ اللہ تعالی
(۲۵) خواجہ بیدم وارثی رحمۃ اللہ تعالی
(۲۶) محمد علی ظہوری قصوری رحمۃ اللہ تعالی
(۲۷) بہزاد لکھنوی رحمۃ اللہ تعالی
(۲۸) عبد الستار نیازی رحمۃ اللہ تعالی
(۲۹) قمر الدین انجم رحمۃ اللہ تعالی
(۳۰) پروفیسر اقبال عظیم رحمۃ اللہ تعالی
(۳۱) خالد محمود نقشبندی رحمۃ اللہ تعالی

نعتیہ شاعری میں حد درجہ احتیاط

حضراتِ گرامی قدر! نعت شریف لکھنا کوئی معمولی کام نہیں، اس بارے میں کمال احتیاط وادب دامن گیر ہونا چاہیے؛ کہ ادنٰی سی توہین، یا کسی غیر مناسب لفظ کا استعمال، عذابِ الیم کا باعث ہو سکتی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[1] "اے ایمان والو! راعنا نہ کہو! اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں! اور پہلے ہی سے بغور سنو! اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

"جب کبھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے، تو وہ حضرات کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے: "رَاعِنَا یا رسولَ

---

(۱) پ۱، البقرة: ۱۰٤.

اللہ" اس کے یہ معنی تھے کہ "یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے!" یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے۔ یہودیوں کی لغت (زبان) میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا، انہوں نے اس نیّت سے کہنا شروع کر دیا، حضرت سیّدنا سعد بن مُعاذ یہودیوں کی اصطلاح سے واقف تھے، آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا: اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو! اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا! یہودیوں نے کہا: ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں! مسلمان بھی تو یہی لفظ کہتے ہیں! اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے، کہ یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں ﴿رَاعِنَا﴾ کہنے کی ممانعت فرما دی گئی، اور اس معنی کا دوسرا لفظ: ﴿انْظُرْنَا﴾ کہنے کا حکم ہوا۔

اس حکم الٰہی سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر، اور ان کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے، اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو، وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ نیز انبیائے کرام علیہم السلام کی بے ادبی کفر ہے"[1]۔

امام اہل سنّت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ نعتِ رسول سننے اور کہنے میں احتیاط کا دامن کس حد تک پیش نظر رکھا کرتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱، البقرۃ، زیرِ آیت: ۱۰۴، ص۱۰۹ ملتقطاً۔

لگایا جاسکتا ہے، کہ ایک بار امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں کسی نے نعت شریف سنانے کی خواہش کا اظہار کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "سِوا دو ۲ کے کلام کے، کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا: مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم (حضرت مولانا حسن رضا خان) کا کلام اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ حسن میاں مرحوم کو میں نے نعت گوئی کے اُصول بتا دیے تھے، اُن کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیارِ اِعتدال پر صادِر ہوتا، جہاں شُبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے، حسن میاں مرحوم نے ایک مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ ؏

بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا ۔۔۔ بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے

غرض ہندی نعت گویوں میں اِن دو ۲ کا کلام ایسا ہے، باقی اکثر دیکھا گیا کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے، اور حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو اُلوہیت (خدائی) میں پہنچا جاتا ہے، اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے"[1]۔

پھر فرمایا کہ "وہ الفاظ جو معشوق مجازی کے لیے آتے ہیں، جیسے رعنا، دلرُبا، نعت شریف میں ممنوع ہیں۔ نہ تشبیہاتِ تانیثی جیسے لیلیٰ کا استعمال"[2]۔

---

(۱) "الملفوظ" لفظ رعنا کا نعت شریف میں اطلاق جائز نہیں، حصّہ دُوم، ص۳۹۔۴۱ ملتقطاً۔

(۲) "حیاتِ اعلیٰ حضرت" نعت لکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، ۱/۳۴۹، ۳۵۰۔

دورِ حاضر کی نعتیہ محافل

عزیز ہم وطنو! ہم جب دَورِ حاضر کے شعراء کے کلام اور انہیں پڑھنے والے نعت خواں حضرات کا حال دیکھتے ہیں، تو اکثر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر یا نعت خواں نے کسی نہ کسی فلمی گانے کو معیار بنا کر، یا سامنے رکھ کر کلام لکھا ہے، اور یہی حال نعت خواں حضرات کا ہے کہ بسا اوقات مکمل کسی گانے کی طرز پر نعتیہ اَشعار پیش کرتے ہیں، جس سے نعت شریف کے اصل مقصد عشقِ رسول ﷺ کے حصول اور اس میں اضافہ کے بجائے، سننے والے کا ذہن فوراً اس گانے کے فسقیہ اَشعار اور بے ہودہ کلام کی طرف مبذول ہو جاتا ہے، جبکہ مقصدِ اصلی فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔

اسی طرح دَوران محفل ہونے والی حرکات و سکنات محفلِ نعت کے تقدّس کو پامال کر رہی ہیں، نعت خواں حضرات اپنے مخصوص رقص نما انداز میں خوب ہل جل کر، اور عوام کو بھی ان حرکات پر اکسا کر، پڑھے جانے والے کلام کی روح کو بھی زائل کر دیتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان نعتوں کو پڑھنے والے اور سننے والے بھی اسی طرح ہاتھ لہراتے ہوئے جھومتے ہیں، جس طرح کسی میوزیکل پروگرام کے شرکاء کرتے ہیں؛ کیونکہ ان کے جذبات پر اس لَے و لحن کا ایک خاص اثر طاری ہوتا ہے، جو کسی گانے کی طرز سے یہ حضرات لیتے ہیں، اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بمشکل اپنے آپ کو رقص کرنے سے روک رہے ہیں۔ پھر اس دوران محفل، رقاصاؤں پر لُٹائے جانے والی رقم کی مانند، نعت خوانوں پر پیسے لُٹانے والے، ان محافل کے

مزید ادب واحترام کو تار تار کر دیتے ہیں، جو کہ کسی صورت قابلِ ستائش نہیں، بلکہ انتہائی قابلِ مذمّت عمل ہے۔

پھر ان حلقوں میں وعظ وتقریر کی جگہ نعتوں کو فوقیت واَہمیت دی جاتی ہے، اور علمائے کرام کی جگہ ثنا خوانوں کو پذیرائی ملتی ہے۔ اس افسوس ناک صورت حال نے اس حلقے میں علماء کو صفِ دُوم اور مغنّیوں اور گلوکاروں کو صفِ اوّل میں کھڑا کرکے بچی کُچی علمی روایت کو بھی فنا کرنے کا عملی سامان مہیا کر دیا ہے، جو کہ ہمارے دَور کا ایک بہت بڑا المیہ ہے، حالانکہ علماء وارثِ انبیاء ہیں۔

مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے علم وعلماء کے فضائلِ عالیہ ارشاد فرمائے، ایک حدیث پاک میں فرمایا: «إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَلَا دِرْهَماً، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ»[1] "علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء نے اپنے ترکہ میں درہم ودینار نہیں چھوڑے، بلکہ انہوں نے اپنا ورثہ علم کی صورت میں چھوڑا، تو جس نے علم حاصل کیا، اس نے ان کی وراثتِ علم سے بڑا حصّہ پالیا!"۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے: «إِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْأَرْضِ، كَمَثَلِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ، يُهْتَدَى بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، فَإِذَا انْطَمَسَتِ

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب العلم، باب في فضل العلم، ر: ٣٦٤١، صـ٥٢٣.

النُّجُومُ، أَوْشَكَ أَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةُ»[1] "علماء کی مثال ایسی ہے، جیسے آسمان میں ستارے، جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے، اور اگر یہ ستارے مٹ جائیں، تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے"۔

علماء کی طرف حاجت تو جنّت میں بھی ہوگی، حالانکہ وہاں اَحکامِ تکلیفی نہیں، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: «إنَّ أهلَ الجنّةِ لَيحتاجُونَ إلى العلماءِ في الجنّةِ، وذلكَ أنَّهمْ يَزورُونَ اللهَ تَعالى في كلِّ جُمعةٍ، فيَقولُ لَهمْ: تَمنَّوا عليَّ ما شِئْتُم، فيَلتَفِتونَ إلى العلماءِ فيَقولون: مَاذا نَتمنَّى؟ فيَقولون: تَمنَّوا عليه كَذا وكَذا، فهُمْ يَحتاجُونَ إليهِم في الجنّةِ، كَما يَحتاجُونَ إِليهِم في الدنيا»[2] "بے شک اہلِ جنّت، جنّت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے، وہ یوں کہ ہر جمعہ کو انہیں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوگا، مولا سبحانہ وتعالی فرمائے گا کہ جو جی میں آئے مجھ سے مانگو! (اب جنّت میں جاکر کونسی حاجت باقی ہے؟ کچھ سمجھ میں نہ آئے گا کہ کیا مانگیں!) تب علماء کی طرف رجوع کر کے پوچھیں گے، کہ ہم کیا تمنا کریں؟ وہ فرمائیں گے کہ

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك ...إلخ، ر: ١٢٦٠٠، ٤/ ٣١٤.
(٢) "تاريخ دِمشق" تحت ر: ٥٩٠٦- محمد بن أحمد ...إلخ، ٥١/ ٥٠.

اپنے رب سے یہ یہ مانگو! تو لوگ جنّت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے، جیسے دنیا میں ان کے محتاج تھے!!"۔

دُف اور ڈانڈیوں پر اللہ کا ذکر، اور نعتِ مصطفیٰ پڑھنے کا حکم

علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: "خلاصہ" میں ہے: جو شخص دُف اور ڈانڈیوں پر قرآن پڑھے گا، اس کی تکفیر کی جائے گی۔ میں (ملّا علی قاری) کہتا ہوں: اللہ تعالی کا ذکر، اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُف اور ڈانڈیوں کے ساتھ پڑھنے کا حکم بھی اس (یعنی کفر) کے قریب تر ہے، اور اسی طرح ذکرِ الٰہی پر تالیاں بجانے کا حکم ہے"[1]۔

سرکار مفتیٔ اعظم ہند مصطفی رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ "دُف بجا کر قصائد، نعت اور حالتِ قیامِ میلاد شریف میں صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ (دف مع جھانج ہو تو کیا حکم اور بلا جھانج ہو تو کیا حکم)؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا، کہ ہرگز نہ چاہیے! ظاہر ہے کہ یہ سخت سُوئے ادب ہے، اور اگر جھانج بھی ہوں یا اس طرح بجایا جائے کہ فنِ (موسیقی) کے قواعد پر گت (طرز وسُر) پیدا ہو، جب تو حرام اشدّ حرام ہے! حرام در حرام ہے![2]۔

اہلِ سنّت کے مرکزی دار الافتاء بریلی شریف انڈیا سے، نعت خوانی کی اس جدید لہر کی حرمت وممانعت پر (جس میں دُف یا ذکر کو اس انداز سے دورانِ کلام پیش

---

(۱) "منح الروض الأزهر" فصل في القراءة والصلاة، صـ٤٥٦.

(۲) "فتاوی مفتیٔ اعظم" کتاب الحظر والاباحۃ، نعت اور میلاد... الخ، ۵/۲۱۶، ۲۱۷ ملتقطاً بتصرّف۔

کیا جاتا ہے، جس سے ساز کی سی صورت پیدا ہوتی ہے) حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے، کہ ایسی نعت خوانی جس میں آلاتِ لہو ولعب کی صدائیں پیدا ہوتی ہوں، اشدّ ناجائز اور طریقۂ فُسّاق ہے[1]۔ تو پھر گانوں کی طرز پر اور رقص نما مختلف عجیب وغریب حرکات وسکنات کا ارتکاب کر کے نعت شریف پڑھنا بھی روا نہیں! لہٰذا ایسی حرکات سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جہالت اور ہَوسِ زر میں مبتلا بعض لوگ بے ادبی سے کلام پڑھ، کر اُمّت میں ایک نیا بیج بو رہے ہیں، جو کہ اب ناسُور بنتا جا رہا ہے۔ لہٰذا نعت خواں حضرات کو چاہیے کہ درج ذیل آداب کا لحاظ ضرور رکھیں:

نعت خوانی کے کچھ آداب

عزیزانِ محترم! نعت خوانی کے آداب میں درج ذیل باتیں خصوصی اَہمیت کی حامل ہیں:

(۱) ہو سکے تو نعت خواں باوضو ہو کر نہایت ادب واحترام اور عقیدت کے ساتھ، عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل میں جاگزیں کر کے، خلوص ومحبت سے سرشار ہو کر، سر جھکائے، نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھے۔

(۲) نعت پڑھنے والے کے دل میں اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت جلوہ گر ہوتی ہے، اس لیے وہ جتنی دیر نعت خوانی میں مصروف رہے، خود کو عبادتِ الٰہی

---

(۱) دیکھیے: ماہنامہ "ساحل" کراچی، دسمبر ۲۰۰۵ء، اویس قادری: مولانا... الخ، ص ۴۴-۴۶۔

میں مصروف و مگن تصوّر کرے، اور نعت پڑھنے کا حق ادا کرتے ہوئے خوش گلوئی اپنائے، اپنی آواز کو بے ہنگم زیر و بم سے بچائے! نیز گلوکارانہ راگ، حرکات اور لچکہ بازی سے پرہیز کرے!۔

(۳) فنِ تجوید و قراءت کی طرح نعت خوانی بھی فی زمانہ ایک پاکیزہ فن کی حیثیت اختیار کرتی جارہی ہے، مگر نعت خوانی کو کاروبار یا دھندہ بنالینا، اس فن کے تقدّس کو پامال کرنے کے مترادِف ہے۔ چہ جائے کہ نعت خوانی کو روزگار بنا لیا جائے، اور اس ضمن میں ہر جائز و ناجائز طریقہ اپنا کر، اس سے مال کمانے کے حربے استعمال کیے جائیں۔

اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ نہ فنِ نعت خوانی سے مخلص تصوّر کیا جاتا ہے، اور نہ ہی اللہ و رسول کی سچی محبت و عقیدت سے سرشار گردانا جائے گا۔ ایسے نعت خواں کے لیے لازم ہے کہ وہ تقدّسِ شانِ رسول ﷺ کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے، اس کے محاسن کو پہچانے! جس طرح نعت گوئی میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حقِ شانِ محمد ﷺ ادا کرتے ہوئے نعتیں تحریر فرمائی ہیں، اسی طرح نعت خواں حضرات کو بھی ادب و احترام سے نعت خوانی کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ لہذا نعت گو شعراء حضرات میں سے ایسے صاحبانِ علم کی لکھی نعتیں پڑھیں، جن کے کلام میں ادب و احترام اور شرعی تقاضے بھی پورے کیے گئے ہوں۔

(۴) ہمارے اس زمانے میں اکثر مُشاہدہ میں آیا ہے، کہ کچھ لوگ بدبودار مکروہ اشیاء سے لطف اندوز ہوتے پنڈال میں پھرتے رہتے ہیں، اور جیسے ہی اسٹیج سے

اس کا نام پکارا جاتا ہے، پھُدک کر پہنچ گئے اور نعت پڑھنا شروع کردی! یہ انداز کسی طرح درست نہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حبیبِ کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان بیان کرنے والے کو تو کبھی بدبودار چیز کا استعمال کرنا ہی نہیں چاہیے۔ ادب واحترام کے تقاضے پورے کرتے ہوئے، جو کوئی نعت خوان نعت پڑھے گا، یقین جانیے کہ اس کی آواز میں اللہ تعالیٰ لحنِ داؤدی والا اثر ڈال دے گا، اس کی نعت گوئی سننے والوں کے دِلوں پر اثر کرے گی! اور جو شخص احترام وآدابِ نعت خوانی بروُئے کار نہیں لا سکتا، اس کی دنیا وآخرت کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ نعت گوئی یا نعت خوانی جیسے مقدّس عمل سے دُور ہی رہے!۔

(۵) کاش کہ اہلِ ذَوق اور عُاشقانِ رسول کے تقوے کو مشعلِ راہ بنا کر نعت گوئی یا نعت خوانی کی جائے تو سبحان اللہ! جو مراتب میسر آئیں گے وہ روحانیت کی معراج ہوگی! فارسی کا یہ شعر ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ شاعر نے کس ادب وتقوی کا اظہار کیا ہے! فرماتے ہیں ؏

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

"عطر وگلاب سے اگر ہزار بار بھی اپنا منہ دھوؤں، پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس منہ سے سرکار کا نام لینا کمال بے ادبی ہے!"

تو جن لوگوں نے کمال ادب واحترام کا خیال رکھا، انہیں زندگانی ہی میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے دیدار سے نوازا، امام شرف الدّین بُوصیری رحمۃ اللہ تعالٰی، مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالٰی اور دیگر بے شمار مثالیں ہمارے سمجھنے کے لیے بہت ہیں۔ یقیناً ان

حضرات کو یہ مَراتب نبیٔ پاک ﷺ کی ادب واحترام کے ساتھ، تعریف وتوصیف کے صلے میں ملے ہیں۔

عزیز دوستو! ایک زمانہ وہ تھا کہ جب نعت خواں حضرات نعت شریف پڑھتے تو محفل پر سکتہ طاری ہو جایا کرتا، فراقِ مدینہ اور یادِ حبیبِ کریم ﷺ میں ہر آنکھ اشکبار ہوا کرتی! اور ایک زمانہ آج کا ہے کہ نِت نئی خُرافات اور غیر شرعی اُمور شامل کر کے نعت خوانی جیسے مقدّس کام کی اصل کو مجروح ومطعون ومشکوک بنایا جارہا ہے!۔

داڑھی منڈے کی نعت خوانی کا شرعی حکم

امامِ اہلِ سنّت رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ داڑھی منڈا یا کترنے والا یا داڑھی چڑھانے والا، میلاد شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "ان لوگوں سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے، "تبیین الحقائق" میں ہے: "لأنّ في تقديمِه تعظيمَه، وقد وجبَ عليهم إهانتُه شرعاً"[1] "اس لیے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے، حالانکہ لوگوں پر شرعی طور پر فاسِق کی توہین ضروری ہے"[2]۔

---

(۱) "تبيين الحقائق" باب الإمامة والحدث في الصلاة، الجزء ۱، صـ۱۳٤.

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والاباحۃ، داڑھی منڈے یا کترنے...الخ، ۱۲/۴۳۶ ملتقطاً۔

داڑھی حدِ شرعی سے کم کرنے والا، اور منڈانے والا، دونوں فاسق مُعلِن ہیں، کھلم کھلا گناہ کا اِرتکاب کرنے والا ہے، اور وہ نعت خواں جو داڑھی منڈاتے اور حدِ شرعی سے کم کرنے والے ہیں، وہ فاسق معلِن ہیں، اور ایسے نعت خواں کو اسٹیج یا منبر پر بیٹھا کر نعت سننا، یہ فاسق کی تعظیم ہے، اور فاسق کی تعظیم شرعًا ممنوع ہے۔ لہذا فاسق معلِن سے نعت خوانی کروانا بھی ممنوع ہے[1]۔

نعت خواں کیسا ہو؟

حضراتِ محترم! ایسا نہیں کہ دَورِ حاضر میں اب کوئی نعت خواں باادب ومخلص نہ رہا، بلکہ ایسے نعت خواں حضرات بھی موجود ہیں جو حافظ قرآن ہیں (ہر سال تراویح پڑھاتے ہیں)، قاری، عالم، خطیب وواعظ، مسائلِ شرعیہ پر کافی دسترس اور وسیع معلومات رکھنے والے، متقی پرہیزگار، باادب وسنجیدہ نعت گو شاعر ونعت خواں، علمائے کرام کے نہایت مؤدّب اور صحبت یافتہ، اپنا ذاتی کاروبار یا ملازمت اختیار کرتے ہوئے، نعت خوانی کو ذریعۂ مُعاش نہ بنانے والے، قوم کی جیبوں پر نظر نہ رکھنے والے، سنّی صحیح العقیدہ، غیر شرعی کلام سے اجتناب کرنے والے، علمائے اہلِ سنّت، بالخصوص امامِ اہلِ سنّت، عاشقِ ماہِ رسالت ﷺ، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نعتیہ کلام، انتہائی خوبصورت انداز سے پڑھنے والے، مخلص اور شیریں نعت خواں،

---

(۱) "دورِ حاضر کی محفلِ نعت شریعت کے آئینے میں "داڑھی کٹے اور منڈے... الخ، ص۱۰۔

لحن ولگن میں سوزِ حسّان، جذبۂ بلالی، عشقِ اویسی اور فیضانِ جامی رکھنے والے حضرات اب بھی موجود ہیں۔

ایسے پڑھے لکھے، مخلص باعمل نعت خواں حضرات، جو علماء کے صحبت یافتہ بھی ہیں، اور علمائے کرام کی تعلیمات کو اپنے آپ پر نافذ بھی کرتے ہیں، آج اگر ہماری محافل نعت انہیں ترجیح دی جائے، تو مُعاشرہ کا رنگ بدل سکتا ہے، دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کا چراغ رَوشن ہوسکتا ہے، پھر سے ہمارا کردار اور عمل سیرتِ مصطفی ﷺ کی عکّاسی کرسکتا ہے!۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، کہ آج نعت خوانی جیسی عبادت کو، جاہل قسم کے چند لوگوں نے کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے، بے عمل، بلکہ بد عمل، بداَخلاق، بدزبان، لالچ اور گانے کی طرز ولحن پر نعت شریف کو کھیل تماشا اور مذاق بنایا جارہا ہے، اور ستم بالائے ستم یہ کہ ان جاہلانہ حرکات کا جواب پھر علمائے اہل سنّت کو دینا پڑتا ہے، عوام بے چارے سمجھتے ہیں کہ اسی طرح کی حرکات کا نام سنّیت ہے، نیز ایسے لوگوں کو عوام اہل سنّت کا ترجمان ومبلغ سمجھ بیٹھتے ہیں، حالانکہ ایسی غیر اَخلاقی وغیر شرعی حرکتوں کا اہلِ سنّت سے کوئی تعلق ہی نہیں، نہ ہرگز ایسے لوگ اہلِ سنّت کے نمائندے یا ترجمان ہوسکتے ہیں!!۔ دوسری طرف ہمارے عوام بھی اتنے سادہ ہیں، کہ لاکھوں روپیہ ان جاہلوں پر تو نذر کر دیں گے، لیکن جو عالمِ دین وعظ ونصیحت کرے، حق بات کہے، دینی مسائل سیکھائے، اس کی بے قدری کریں گے !!

اس لیے گلشن حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزین چند پھولوں کا ذکر کر دیا ہے؛ تاکہ عوام بھائی پھولوں اور کانٹوں میں فرق کر سکیں! اب آگے آپ کی مرضی ہے کہ عالمِ باعمل اور مخلص نعت خواں سے خوشبوئے محبت لیں! یا کاروباری، بدعمل، نوٹ خواں سے دنیوی شہرت اور اُخروی رُسوائی وذلّت اٹھائیں۔ ع

اب آپ سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں — ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

نعت خوانی کی اُجرت

عزیزانِ گرامی قدر! نعت خوانی کی اُجرت کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت سے سوال ہوا کہ... بعض (نعت خواں) صرف حمد ونعت پڑھتے ہیں، اور سامعین ان کی خدمت گزاری نقد وجنس سے کرتے ہیں، یہ امر مساجد وغیر مساجد میں مباح ودرست ہے یا نہیں؟ اور یہ آمدنی ان کے واسطے درجۂ جواز میں ہے یا عدمِ جواز میں؟ یہ لوگ ماتحت آیۂ کریمہ: ﴿أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ﴾[1] "یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید لی" کے داخل ہیں یا خارج؟

امامِ اہلِ سنّت رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "اگر وعظ کہنے اور حمد ونعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے، کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں، تو بے شک اس آیۂ کریمہ کے

---

(١) پ١، البقرة: ٨٦.

تحت میں داخل ہیں، اور حکم: ﴿لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾[1] "میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو!" کے مخالف ہیں۔ وہ آمدنی ان کے حق میں خبیث ہے، خصوصًا جبکہ ایسے حاجتمند نہ ہوں جن کو سوال (مانگنے) کی اجازت ہے؛ کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا، اور وہ آمدنی خبیث تر و حرام مِثلِ غصب ہے۔ "عالمگیریّہ" میں ہے: "ما جمع السّائلُ من المال، فهو خبيثٌ"[2] "سائل (مانگنے والے) نے جو کچھ مال جمع کیا، وہ (خبیث) ناپاک ہے"۔ دوسرے یہ کہ وعظ وحمد ونعت سے ان کا مقصود محض اللہ ہے، اور مسلمان بطور خود ان کی خدمت کریں، تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال ہے[3]۔

اس فتوی سے واضح ہوا کہ جس طرح آج کل وعظ اور حمد ونعت کہنے سے پہلے جو مال کا مطالبہ وتقاضا کیا جاتا ہے ناجائز ہے، اور وہ رقم لینا بھی حرام ہے، لہذا اس طرح کے غیر شرعی اُمور سے اجتناب کرنا بہت ضروری ہے!۔

اللہ تعالی ہمیں شانِ رسالت مآب ﷺ سمجھنے اور دربارِ رسالت ﷺ میں ہدیۂ عقیدت انتہائی ادب واحترام کے ساتھ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، شریعتِ مطہّرہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

(۱) پ۱، البقرة: ٤١.

(٢) "الهنديّة" كتاب الكراهية، الباب ١٥ في الكسب، ٥/ ٣٤٩.

(۳) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والاباحۃ، خطبہ کے وقت چندہ مانگنا... الخ، ۱۶/ ۷۹، ۸۰ ملتقطاً۔